بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

صدر مملکت آغا محمد یحییٰ خان صاحب کی وہ نشری تقریر جس نے ملک کی بہت سی سیاسی پیچیدگیوں کا حل پیش کر کے قوم کو آزاد فضا میں ایک درخشاں مستقبل کی طرف تیز گام ہونے کی دعوت دی یقیناً اس ملک کی تاریخ میں ایک رہنما مینار ثابت ہوگی۔ اب ہمارے رہنماؤں اور عوام کا فرض ہے کہ وہ آزادی کا صحیح مفہوم اور اس کی اسلامی حدود معلوم کرنے کے بعد اس نعمت سے اپنے دینی مقاصد حاصل کرنے کی پوری پوری جدوجہد کریں۔ جو قومیں اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں اور آسائشوں میں اللہ کو بھلا دیتی ہیں، آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھاتی یا اس کی ناقدری کرتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی سخت گرفت کرتا اور ان سے شدید انتقام لیتا ہے۔

اسلام ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل چاہتا ہے جس کے افراد باہمی مودت و محبت میں ایک جسم و جان کی طرح ہوں۔ ان کے افعال و اعمال، باہمی صلاح و فلاح، نشو و نما اور ترقی و بہبود کے منصوبوں پر اسی طرح توجہ صرف ہونی چاہیئے، جس طرح بدن کا ہر عضو دوسرے عضو کا معاون و مددگار اور مونس و غمخوار ہوتا ہے اور بدن کے تمام جائز تقاضے خواہ مادی ہوں یا روحانی، پورے کئے جاتے ہیں۔ اگر بدن کے کسی عضو پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو تمام توجہ اعتدال اور صحت برقرار رکھنے پر ہوتی ہے، کیونکہ اعتدال و صحت باقی نہ رہنے پر روحانی ترقی ممکن ہے نہ جسمانی۔ یہی وجہ ہے کہ بھوک کی شدت میں نماز سے پہلے پیٹ بھرنے کی تلقین کی گئی ہے

اسلام معاشرے کی بنیاد افراد پر رکھتا ہے، اور افراد کی ایسی تربیت کرتا ہے جس سے ہر فرد خیر و شر کو پرکھنے کا معیار حاصل کر لیتا ہے، پھر وہ پوری قوت سے خیر و معروف کو قبول کرنے اور فساد و منکر سے دُور رہنے میں لگا رہتا ہے۔ اسلامی معاشرہ ایک جاندار بدن ہے۔ اس میں اس درجہ توازن و اعتدال ہوتا ہے کہ وہ اپنی اجتماعی ضروریات پوری کرنے میں کسی کشمکش کا شکار نہیں ہوتا، اس میں نہ تو دماغ سے پیٹ کی آویزش ہوتی ہے نہ ہاتھ سے آنکھ کی لڑائی۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اس کے دل

ورزبان میں اختلاف نہیں ہوتا، وہ ذاتی اغراض ومصالح کا شکار نہیں ہوتا۔ اس میں علاقائی عصبیتیں رکاوٹ نہیں بنتیں، پورے معاشرہ کا مقصود ایک ہی ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ کا بول بالا کیا جائے، اللہ کی محبت تمام محبتوں پر غالب رکھی جائے، اللہ کے احکام کو تمام احکام پر فوقیت دی جائے۔

قوموں کی زندگی میں قدم قدم پر امتحانات پیش آتے ہیں۔ ہر قوم اپنے بلند مقاصد حاصل کرنے کے لئے جس قدر مخلص اور مستقل مزاج ہوتی ہے۔ اسی اعتبار سے اسے بدلہ ملتا ہے۔ دین اسلام ہمیں بلند ترین عزائم ومقاصد حاصل کرنے کی تلقین کرتا ہے اوران مقاصد تک پہنچنے کے لئے قسم قسم کی آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان آزمائشوں سے گزرنے میں کہیں جاہ ومنصب کی محبت آڑے آتی رہتی ہے اور کہیں حبِّ مال ومتاع، کہیں اولاد وخاندان کی محبت اور کہیں قید رسوم ورواج، مسلمان کی کامیابی اس میں ہے کہ وہ ان تمام آزمائشوں میں ثابت قدمی سے اپنے مقصد کی طرف بڑھتا جائے اور تمام محبتوں پر اللہ کی محبت کو غالب رکھے۔

اس سال قوم کو پھر نئے انتخاب کا سامنا ہے۔ ملک کی ہر جماعت کو اصرار ہے کہ وہی اسلام کی سربلندی اور اجتماعی عدل کے لئے کوشاں ہے۔ اس موقع پر جماعتوں کا ایک دوسرے سے الجھنا، اور اسلام کو صرف اپنے لئے مخصوص کرنا فساد وبدنظمی کا باعث ہوگا۔ ہم مسلمان ہیں ہم سب کا ایک متحد مقصد ہے۔ الگ الگ جماعتیں صرف اس لئے ہوتی ہیں کہ معاشرہ کی اصلاح کے لئے اجتماعی کوششیں تیز تر کی جائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ عوام کو باشعور بنا کر اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے تیز رفتار بنایا جائے۔

انتخاب میں کامیاب ہونے والے نمائندوں کے سامنے سب سے پہلے اس ملک کی دستور سازی کا مرحلہ درپیش ہوگا، لہٰذا بلا تاخیر قوم میں اسلامی شعور بیدار کرنا ضروری ہے۔ یہ کام رہنماؤں اور حکومت کے تعاون سے انجام پانا چاہیئے، جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں اسلامی مملکت میں اسمبلی شوریٰ کے فرائض انجام دیتی ہے۔ مختلف فیہ مسائل طے کرنے اور احکام کے نفاذ کے لئے اسلام میں شوریٰ کو اوّلین حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید کے واضح احکام میں شوریٰ کو کوئی دخل نہیں۔ ہمارے دینی اور سیاسی رہنماؤں کا فرض ہے کہ انتخابات کے سلسلہ میں بجائے اختلافی مسائل اٹھانے کے قوم میں صحیح دینی روح پیدا کریں، تاکہ قوم اسمبلی کے لئے صحیح دینی شعور رکھنے والے امیدواروں کو کامیاب بنائے اور اس طرح مجلس شوریٰ ملک کو اسلامی دستور دینے میں

کامیاب ہو جائے۔ یقیناً یہ کوشش نہ صرف ہمارے ملک یا عالم اسلامی کے لئے، بلکہ ساری دنیا کے لئے اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے کا ذریعہ بن جائے گی۔ بنا بریں اپنے اختلافات کو نیک نیتی اور خلوص دل کے ساتھ حل کرنے کے لئے ہمیں اسلامی طریقہ "شوریٰ" سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور شوریٰ سے پہلے اختلافی مسائل کو چھیڑنے سے گریز کرنا چاہیئے۔

صحیح اور پاکیزہ انتخاب کے لئے ضروری ہے کہ قوم کے ہر فرد کو ووٹ کی صحیح قیمت سے آگاہ کیا جائے اسے ان تمام طاقتوں سے باخبر کیا جائے جو اس کے ووٹ پر ڈاکہ ڈالتی ہیں۔ اس مختصر مدت میں یہ تو ناممکن ہے کہ قوم کے ہر فرد کو اپنے ووٹ کے غلط استعمال سے بچایا جا سکے البتہ اس کے ذہنی شعور کو بیدار کیا جا سکتا ہے اور اس بارے میں صحیح معلومات کے ذریعہ عوام کی تربیت کرنا تمام سیاسی جماعتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی حکومت کا بھی فریضہ ہے۔

گزشتہ ماہ نومبر میں وزیر اطلاعات و قومی امور نوابزادہ شیر علی خان نے ایک تقریب میں مساجد سے پورا پورا فائدہ اٹھانے، وہاں بچوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنے اور عوام کو اسلامی اقدار سے آشنا کرنے پر توجہ دلائی تھی، حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد مسلمانوں کی معاشرتی سرگرمیوں کا مرکز تھی۔ رائے عامہ معلوم کرنے کا طریقہ جسے آج ہم انتخاب اور ووٹ سے تعبیر کرتے ہیں، رسول اللہؐ اور خلافت راشدہ کے زمانہ میں بیعت کہلاتا تھا۔ خلفاء اور ان کے نمائندے مساجد ہی میں عوام سے بیعت لیا کرتے تھے اگر ہم مساجد کا استعمال سنت نبوی (علیٰ صاحبہا الف تحیۃ) کے مطابق کرنے لگیں تو عوام اور حکومت میں تعاون و رابطہ پیدا کرنے کے لئے کسی نئے منصوبہ کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ مساجد کو اسلامی [illegible] میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہیں سے دین و ایمان کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ اعمال [illegible] اور اخلاق [illegible] عام کرنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔